سردار کھڑک سنگھ اور ان کے ہمراہیوں کو دعوتِ حق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو دعوتِ حق[1]

سردار کھڑک سنگھ صاحب! مجھے اِس علاقہ کا رئیس ہونے اور جماعت احمدیہ کا امام ہونے کے لحاظ سے خوشی ہوئی تھی کہ سکھ صاحبان میں بیداری پیدا کرنے کیلئے آپ کا سا تجربہ کار لیڈر قادیان آیا ہے اور مجھے امید تھی کہ آپ لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیں گے اور حق اور راستی کی اہمیت ان پر ظاہر کریں گے لیکن میرے تعجب کی کوئی حد نہیں رہی جبکہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے لیکچر میں بیان کیا ہے کہ قادیان میں احمدی، سکھوں پر سخت ظلم کر رہے ہیں اور یہ کہ احمدی اگر باز نہ آئے تو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اور میں نے سنا ہے کہ آپ کے ایک ساتھی نے تو یہاں تک کہا ہے کہ قادیان کی اینٹیں سمندر میں پھینک دی جائیں گی ۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ نے اپنے لیکچر میں بیان فرمایا ہے کہ احمدیوں کے یہ ظلم اس وجہ سے ہیں کہ گورنمنٹ انہیں شہ دیتی ہے اور آپ نے اِس کا علاج یہ تجویز کیا ہے کہ انگریزوں کو سیدھا کر دیا جائے تو احمدی آپ سیدھے ہو جائیں گے ۔

مجھے یہ بھی رپورٹ ملی کہ ایک احراری نے بھی آپ کے جلسہ میں تقریر کی ہے اور کہا ہے کہ سکھ بڑے بے غیرت ہیں کہ احمدی ان کے گرو کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر بھی ان کو غیرت نہیں آتی ۔

سب سے پہلے تو میں آپ کی اور آپ کے ہمراہیوں کی توجہ اسی احراری کی تقریر کی طرف پھراتا ہوں کہ کیا یہ شخص دیانت دار تھا؟ اگر اس شخص کے نزدیک حضرت باوا صاحب کو ایک مسلمان ولی اللہ کہنا باوا صاحب کی ہتک کرنا ہے تو اِس بے غیرت سے آپ نے دریافت کرنا تھا کہ وہ اب تک اس ہتک والے چولے کو کیوں پہنے ہوئے ہے اور کیوں سکھ ہو کر اس گندگی سے

پاک نہیں ہو جاتا۔ آپ گو اسلام سے ناواقف ہوں لیکن اس قدر بات تو آپ کو بھی معلوم ہو گی کہ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بعد مسلمانوں کے نزدیک دنیا میں دو ہی گروہ ہیں، یا مسلمان یا کافر۔ اگر اس احراری کے نزدیک جو منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان کہنے سے باوا صاحب کی ہتک ہوتی ہے تو اس سے آپ دریافت کریں کہ وہ باوا صاحب کو کیا سمجھتا ہے؟ اگر وہ مسلمان ولی اللہ سے بڑھ کر کوئی درجہ باوا صاحب کو دے تو آپ سمجھ لیں کہ وہ آپ کا خیر خواہ ہے اور اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ باوا صاحب بانی اسلام علیہ السلام کے منکر تھے اور اس طرح کافر تھے، تو آپ بتائیں کہ وہ باوا صاحب کی ہتک کرنے والا ہوا یا ہم لوگ جو ان کو ایک بزرگ اور خدا رسیدہ انسان سمجھتے ہیں؟

سردار صاحب! آپ شاید جانتے ہیں کہ ولی اللہ مسلمان سے اوپر مسلمانوں کے نزدیک صرف رسول اور پیغمبر ہوتے ہیں۔ اگر یہ احراری باوا صاحب کو رسول یا پیغمبر کہتا ہو تو اس سے اس کی قوم کے نام اشتہار دلوائیں اور اس کا خرچ مجھ سے لیں لیکن اگر وہ اس سے انکار کرے تو سمجھ لیں کہ جس وقت اس نے یہ کہا تھا کہ احمدیوں کی غلطی ہے کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان ولی اللہ کہتے ہیں، تو اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ وہ انہیں مسلمان ولی اللہ سے بڑا سمجھتا ہے بلکہ وہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ اپنے فطرتی گند کی وجہ سے باوا صاحب کو کافر اور خدا سے دور قرار دے رہا تھا اور اگر یہ بات درست ہے تو آپ سوچیں کہ آپ مر کر اپنے مقدس گرو کو کس طرح منہ دکھائیں گے۔ کیا وہ آپ سے یہ نہ پوچھیں گے کہ جو لوگ مجھے ولی اللہ کہتے تھے وہ تو تمہارے دشمن تھے اور جو مجھے کافر سمجھتے تھے اُن کو تم نے اپنا دوست بنایا تھا۔

سردار صاحب! اگر واقعہ میں آپ کو حضرت باوا صاحب پر ایمان ہے تو آپ نے ایک سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور حضرت باوا صاحب کی روح کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ پس توبہ کریں اور بندوں کی خوشنودی کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی طرف متوجہ ہوں اور اگر واقعہ میں حضرت باوا صاحب سے آپ کو محبت ہے تو جب وہ شخص آپ سے ملے، آپ اُس وقت تک اُس کو نہ چھوڑیں جب تک اُس سے پوچھ نہ لیں کہ ایک مسلمان ولی اللہ سے بڑھ کر کون سا درجہ حضرت باوا صاحب کو دیتا ہے اور اگر وہ اِس کا جواب نہایت دل شِکن دے یا خاموش ہو جائے اور بہانے بنانے لگے تو سمجھ لیں کہ آپ نے دنیوی اغراض کی خاطر حضرت باوا صاحب کی ہتک خود سکھوں کے جلسہ میں کروائی اور باوا صاحب کی ہتک کروانے والے آپ ہیں ہم نہیں۔

سردار صاحب! اب میں ان باتوں کو لیتا ہوں جو خود آپ نے یا آپ کے ساتھیوں نے کہی ہیں۔ اور سب سے اول تو میں آپ کی اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہوں جو احمدیوں کے مظالم کے متعلق آپ کو لگی ہے۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے خوب تحقیق کر لی ہے کہ احمدی سکھوں پر سخت ظلم کرتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کی تحقیق بالکل غلط ہے۔ احمدی سکھوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتے بلکہ انہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور اگر آپ اس علاقہ کے سکھوں سے فرداً فرداً وہ قسم دیکر جسے پنجابی میں دودھ پُت کی قسم کہتے ہیں پوچھیں' تو ان میں سے ننانوے فیصدی آپ کو یہ بتائیں گے کہ میں اور میرا خاندان اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے ہمیشہ سکھوں سے محبت کا برتاؤ کرتے چلے آئے ہیں اور جو کوئی مصیبت زدہ ہمارے پاس آیا ہے' ہم نے ان کی مدد کی ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ بعض نادان احمدیوں نے بعض سکھوں سے ناواجب سلوک کیا ہو لیکن ان سے پوچھیں کہ جب کبھی میرے پاس ایسی رپورٹ ہوئی اور میں نے احمدی کو خطاوار پایا' میں نے اسے سزا دی یا نہیں دی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ایک احمدی نے اپنی کتاب میں حضرت باوا صاحب کے متعلق کچھ الفاظ سُوءِ ادبی کے لکھ دیئے تھے میرے پاس سکھوں کا وفد آیا تو میں نے نہ صرف یہ کہ اُس احمدی کو سخت سرزنش کی' بلکہ اُس کی اِس کتاب کو ضبط کر لیا اور وہ صفحات تلف کروائے جو سکھ صاحبان کیلئے دل آزار تھے۔ اردگرد کے سکھوں کو آپ قسم دے کر پوچھیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ان کی خاطر پندرہ سال تک میں نے قادیان میں مذبح نہیں بننے دیا اور اب بھی مذبح صرف چند نادانوں کی نادانی کی وجہ سے بنا ہے ورنہ میں نے ہندو اور سکھ رؤساء کو یقین دلا دیا تھا کہ اگر وہ مجھ پر چھوڑ دیں تو ان کے احساسات کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ لیکن افسوس کہ مفسدہ پرداز لوگوں نے مجھ پر اعتبار نہ کیا اور دھمکیاں دینی شروع کر دیں جن کی وجہ سے مجھے اپنا قدم بیچ میں سے ہٹانا پڑا۔

سردار صاحب! یہاں کے سکھوں کو قسم دیکر پوچھیں کہ ان کی درخواست پر میں نے اپنے سکول میں ان کیلئے خاص انتظام کیا یا نہیں؟ اور اُس وقت جب وہ مجھ سے لڑ رہے تھے آریوں کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر میں نے ماضی کو بُھلا کر پھر ان کے بچوں کیلئے ان کے حسبِ دلخواہ تعلیم کا انتظام کرنے پر آمادگی ظاہر کی یا نہیں؟

ہاں انہیں قسم دیکر پوچھیئے کہ انفلوئنزا کے دنوں میں جبکہ میں اور میرے گھر کے سب لوگ سخت تکلیف میں مبتلا تھے' قادیان کا ہر گھر مریضوں کی چیخ وپُکار سے ایک میدانِ جنگ کا نقشہ پیش

کر رہا تھا' اُس وقت اپنے پاس سے دوائیں دیکر اور اطباء اور ڈاکٹروں کو فارغ کر کے ان کے علاج کے لئے چھ چھ سات سات میل تک باہر بھجوایا یا نہیں؟ اور یہ بھی ان سے پوچھیئے کہ کوئی ایسے سِکھ طالب علم انہیں معلوم ہیں یا نہیں جن کی تعلیم کے لئے میں نے مدد کی۔ اور کوئی ایسے سِکھ خاندان ہیں یا نہیں جنہوں نے اپنی مشکلات میں میری طرف رجوع کیا اور میں نے ہر ایک طرح اُن کی امداد کی۔ دور کیوں جاتے ہیں اسی علاقہ کے رئیس خاندان سے جہاں آپ کا جلسہ ہو رہا ہے پوچھیں کہ کیا بعض سِکھ خاندانوں کے اختلاف کے وقت مَیں نے انہیں تباہی سے بچانے کیلئے باہمی سمجھوتے کرائے یا نہیں؟ ان کی خاندانی وجاہتوں کے خطرہ میں پڑنے کے وقت ان کا پوری طرح ساتھ دیا یا نہیں؟

سردار صاحب! اگر ان باتوں کا جواب آپ کو اثبات میں ملے تو ذرا سوچیں کہ کیا دشمن ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کیا ظالم اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ حقیقت چُھپ نہیں سکتی آپ بے شک آج مجھے اور میری جماعت کو ظالم کہہ کر چلے جاویں لیکن یاد رکھیں کہ نقصان آپ کا ہی ہوگا میرا نہیں کیونکہ آپ کے جانے کے بعد جب لوگ ٹھنڈے دل سے میرے سلوک پر غور کریں گے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ایک شخص جو ان کا خیر خواہ ہے اور ان سے محبت کرتا ہے' آپ اسے ظالم اور بدخواہ قرار دے گئے ہیں تو وہ حیرت میں پڑ جائیں گے اور ان کے دل کہہ اُٹھیں گے کہ ہمارے ایک ایسے لیڈر نے جسے ہم اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے ہم سے دشمنی کی اور ہم میں اور ہمارے خیر خواہوں میں لڑائی ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو دھوکا دیا گیا ہے اور بعض شریروں نے آپ کو غلط اطلاعات دی ہیں۔ ورنہ مجھے اِس وقت تک یہی یقین ہے کہ جب حق کُھل جائے گا تو آپ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کریں گے اور اپنے الفاظ کو واپس لیں گے۔

سردار صاحب! دوسری بات آپ نے یہ کہی ہے کہ یہ ظلم انگریزی حکومت کروا رہی ہے اور یہ کہ آپ اس حکومت کو سمندر پار نکال دیں گے۔ اگر یہ روایت درست ہے اور آپ نے ایسا ہی کہا ہے تو میں کہوں گا کہ اس بات کے کہنے سے آپ نے اپنی زبردست کمزوری کا اظہار کیا ہے۔

سردار صاحب! اگر واقعہ میں انگریز ایسے ہی بُرے ہیں اور اگر واقعہ میں آپ کو یہ طاقت حاصل ہے کہ آپ جب چاہیں' انہیں پکڑ کر باہر نکال دیں تو آپ اپنی قوم اور اپنے ملک پر اِس قدر ظلم کیوں کر رہے ہیں انگریزوں کو پکڑ کر باہر نکال دیجئے۔ جلسوں میں اس قسم کی تقریروں سے

کیا فائدہ۔ جب یہ بات آپ کے اختیار کی ہے تو قوم کو اس عرصہ تک ظلم کا تختۂ مشق بنا رہنے دینے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے اور آپ خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ اُٹھیئے اور اِس ظلم کو مٹا کر قوم وملت کی دعائیں لیجئے لیکن اگر یہ بات آپ کے اختیار کی نہیں تو سمجھ لیجئے کہ وہ بات کہنی اور اُس بات کا دعویٰ کرنا جو انسان کے اختیار میں نہیں کتنا بڑا گناہ ہے۔ اور ایسے دعویٰ سے آپ پر کتنی بڑی ذمہ واری آتی ہے۔

سردار صاحب! تیسری بات آپ نے یہ کہی ہے کہ اگر احمدی ظلم سے باز نہ آئے تو آپ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور اِن کے ظلموں میں سے ایک ظلم آپ نے مذبح کا اجراء بتایا ہے۔

اوّل تو میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سکھ قوم ایک موحّد قوم ہے' ان کے گرو کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے خالص توحید کی تعلیم دی' پھر آپ یہ بتائیں کہ مذبح پر آپ کو اِس قدر جوش کیوں آتا ہے۔ ہندو تو گائے کو برہمنی اوتار سمجھتے ہیں' اس لئے ان کے غصہ کی وجہ تو سمجھ میں آ سکتی ہے مگر آپ توحید کا دعویٰ رکھتے ہوئے اس قسم کا جوش کس طرح دکھا سکتے ہیں۔ اگر توحید کا دعویٰ صحیح ہے تو اونٹ' گھوڑا اور گائے بھینس سب کا درجہ آپ کے نزدیک ایک ہونا چاہیئے لیکن ان جانوروں کے ذبح ہونے پر آپ کو جوش نہیں آتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یا یہ جوش سیاسی ہے اور ہندوؤں سے سمجھوتہ کرنے کی نیت سے ہے۔ یا پھر اپنے ست گُروؤں کی توحید کے مغز کو آپ نے نہیں سمجھا۔ بے شک اگر آپ یہ کہیں کہ ہماری سیاسی ضرورتیں بھی مجبور کرتی ہیں کہ ہم ہندوؤں کے ساتھ اتحاد رکھیں اور اس لئے ہمیں گائے کی حفاظت کرنی پڑتی ہے' تو میں اسے ایک جائز فعل کہوں گا مگر اسے دین کا جزو قرار دینا میرے نزدیک سکھی مذہب کے مغز کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا قادیان کی گائیں خاص طور پر مقدس ہیں کہ آپ کو اپنا غصہ یہاں آ کر ظاہر کرنے کی ضرورت ہوئی۔ آپ کے وطن سیالکوٹ میں روزانہ اتنی گائیں ذبح ہوتی ہیں کہ قادیان میں سال میں اتنی نہیں ہوتیں آپ نے سیالکوٹ کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ بجائی بلکہ کیوں نہ ان سکھوں کے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بجائی جو گائے کے چٹھے کی تندیاں بناتے اور فروخت کرتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کا بیوپار سالانہ ان کا اِس تجارت سے ہوتا ہے۔ اگر واقعہ میں آپ کے دل میں گائے کی اِس قدر عظمت ہے تو پہلے آپ کو سیالکوٹ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی چاہیئے اور آپ کے ہمراہی کو اس کا ملبہ سمندر میں جا کر گرا

آنا چاہیئے کہ خیرات اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔

سردار صاحب! میں اس بارہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فقرہ کہنے میں تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ اینٹ سے اینٹ بجانا خدا تعالیٰ کا کام ہے، بندوں کا کام نہیں۔ منہ سے دعویٰ کرنے پر تو کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اگر میں بھی آپ ہی کی طرح جوش میں آنے والا ہوتا تو شاید میں بھی آپ کے اس دعویٰ کو سن کر یہ کہہ دیتا کہ میں بھی آپ کے مقدس مقامات کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے تقویٰ عطا فرمایا ہے۔ جب میں نے آپ کا یہ دعویٰ سنا تو بجائے کوئی ایسا فقرہ کہنے کے مجھے آپ پر رحم آیا اور میں نے کہا کہ میرے اِس بھائی کو اگر خدا تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی تو کبھی یہ ایسا دعویٰ نہ کرتا۔ جس شخص کو اپنی زندگی کے ایک منٹ پر اختیار نہ ہو، اُس کا یہ کہنا کہ وہ فلاں جگہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا، ایک قابلِ رحم امر نہیں تو اور کیا ہے۔

سردار صاحب! جب آپ کے گُرو صاحب ظاہر ہوئے تھے تو وہ بھی ظاہر حالت میں کمزور تھے اور اُس وقت کے طاقتور لوگ بھی آپ کی طرح یہ کہا کرتے تھے کہ ہم چاہیں تو ان کو یوں نقصان پہنچا دیں، یوں ذلیل کر دیں مگر آپ کو معلوم ہی ہے کہ وہ غریب ماں باپ کا بیٹا کس طرح خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رات اور دن ترقی کرتا چلا گیا اور اُس کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجانے والوں کے اپنے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ دیکھو مُغل ہمارے مقابلہ میں کس طرح تباہ ہو گئے۔ میں اس امر کو صحیح مان لیتا ہوں مگر پوچھتا ہوں کہ آخر وہ کیوں تباہ ہو گئے کیا سردار کھڑک سنگھ کی بہادری سے یا اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ اگر آپ کی بہادری سے ایسا ہوا تھا تو انگریزوں کے مقابلہ میں آپ کی تلواریں کیوں ٹوٹ گئی تھیں۔ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ وہ کبھی کسی قوم کو بڑھاتا ہے کبھی کسی کو۔ کبھی مغلوں کی تلواروں کے آگے پنجاب کے سورماؤں کے باپ دادے اور ہندوستان کے راجے بھیڑوں اور بکریوں کی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ پھر وہ وقت آیا کہ مرہٹوں اور سکھوں جیسی چھوٹی چھوٹی قوموں نے ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ پھر وہی مرہٹے احمد شاہ ابدالی کے سامنے پیٹھ دکھا کر ایسے بھاگے کہ سینکڑوں میل تک ان کا پتہ نہ تھا اور وہی سکھ انگریزی فوجوں سے اِس قدر خائف ہوئے کہ توپیں تک چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ پس سوال بہادری کا نہیں، سوال خدا تعالیٰ کی دَین کا ہے۔ منہ کے دعوے نجات نہیں دیتے، خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو عزت دیتا ہے۔ پس جس جگہ کو خدا تعالیٰ بڑھانا چاہتا ہے، اُس کے متعلق ایسے دعوے کر کے جن کا کوئی بھی فائدہ نہیں، اپنی عاقبت نہ بگاڑیں۔ ہوتا وہی ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور

خدا تعالیٰ نے اِس وقت اپنا نور قادیان میں اُتارا ہے۔ پس خدا کا خوف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں اور ٹھنڈے دل اور نیک ارادوں سے اِس بات کو سنیں جسے ایک شخص نے خدا تعالیٰ کی طرف سے پا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے نہ پہلے کوئی رہا نہ اب رہے گا، نہ آپ رہیں گے نہ مَیں رہوں گا، نہ آپ کے سامعین رہیں گے، ہم سب کوئی آگے کوئی پیچھے خدا تعالیٰ کے سامنے جانے والے ہیں پس عاقبت کی فکر کیجئے اور ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالیئے جو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا موجب ہیں۔

یاد رکھیں کہ جس قدر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے، اُسی قدر زیادہ منکسر المزاج ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے کبھی ایسے دعوے نہیں کیا کرتے اگر باور نہ ہو تو حضرت باوا نانک صاحب کا کلام پڑھیں کبھی انہوں نے بھی ایسا کہا کہ میں فلاں شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا؟ ہاں جب کہا یہی کہا کہ خدا تعالیٰ میں سب طاقتیں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلّت دیتا ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے سب پیارے کہتے چلے آئے ہیں اور یہی بات میں بھی کہتا ہوں کہ عزت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ نہ آپ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں اور نہ میں قادیان کی کوئی اینٹ بچا سکتا ہوں، ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے کہ وہ قادیان کو عزت دے اور اسے بڑھائے یہاں تک کہ اس کی آبادی بیٹ[2] تک پہنچ جائے، اب اس ارادہ کے پورا ہونے میں نہ آپ روک ڈال سکتے ہیں اور نہ کوئی اور۔ اگر شک ہو تو یہاں کے سکھوں سے دریافت کر لیجئے کہ یہ خدا کی خبر بانی سلسلہ احمدیہ نے کس وقت اور کن حالات میں شائع کی تھی اور پھر کن حالات میں وہ پوری ہوئی پس مَیں تو آپ کے اس اشتعال دلانے والے جملہ کے جواب میں کچھ نہیں کہتا صرف یہی کہتا ہوں کہ اللہ آپ کے بڑھاپے پر رحم کر کے اس متکبرانہ فقرہ کی سزا سے بچا لے اور سچی توبہ کی توفیق دے اور سچ کو قبول کرنے کی ہمت بخشے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ (۲۷۔مئی ۱۹۳۴ء)

[1] ۲۷ مئی کو سکھوں نے بسراء نزد قادیان کے مقام پر جلسہ کیا جس میں سردار کھڑک سنگھ نے اشتعال انگیز تقریر کی۔ اس کے جواب میں ۲۷ مئی ہی کی رات کو حضور نے یہ مضمون رقم فرمایا جو راتوں رات چھپ کر ۲۸ مئی کو تقسیم ہو گیا۔ (الفضل ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء)

[2] قادیان کے قریب ایک گاؤں۔